ہاں اگر حدیث کسی رسول کیطرف بغیر حقیقت ظاہر کرنیوالی تعیین کے کسی جھوٹ کی نسبت کردے تو معترض کیلئے گنجائش ہے لیکن حضرت ابراہیم کے متعلق تو حقیقت بیان کرنیوالی تعیین موجود ہے۔ پھر ہر زبان میں اکثر فصیح اصحاب بہت سی ایسی عبارتیں لاتے ہیں جو ظاہری صورت کے اعتبار سے طعن اور ذم کا وہم پیدا کرتی ہیں حالانکہ باطنی اور معنوی طور پر بڑی مدح اور بہترین ثنا کا مفہوم ظاہر کرتی ہیں۔ جیسا کہ عربی شاعر کہتا ہے ؎

ولا عیب فیهم غیر ان سیوفهم + بهن فلول من قراع الكتائب

(ترجمہ) ان میں کوئی عیب نہیں مگر ان کی تلواریں دشمن کی فوجوں پر چلنے سے کند اور دندانہ دار ہوگئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ تلوار کا کند ہوجانا اور دھار کا ٹوٹ جانا عیب و ذم ہے۔ لیکن اس جگہ مدح بن گیا ہے۔ کیونکہ بے شمار دشمنوں کو قتل کرنے اور خود و زرہ کو کاٹنے کی وجہ سے تلوار کند ہوئی ہے۔ لہٰذا اس قوم کی بہادری کی بہترین تعریف ہوئی۔

یہی حالت ان احادیث میں کذب ابراہیم کی ہے کہ بظاہر کذب کیوجہ سے کو نبیوں کو ذم سا معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل اس میں حضرت ابراہیم کی مزید تعریف نکلتی ہے۔

اس ظاہری اور باطنی معنی کے اختلاف کے متعلق ابن جنی اور دوسرے اہل زبان و اہل بلاغت مصنفین نے مستقل ابواب تحریر کئے ہیں۔ جنکو لفظ انداز نہیں کرنا چاہیے۔

خدا کے فضل سے جو کچھ اوپر لکھا گیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کتاب اللہ کے بالکل موافق ہے۔ اور بحمداللہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ احادیث صحیحہ ہرگز ظنی نہیں ہیں۔ تمام اعلام اہل علم سے بالاتفاق منقول ہے کہ جو حدیث صحیح ہوگی وہ قرآن کے قطعاً معارض نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ اسکی ایک مثل ہم نے پیش کردی۔ تاکہ ان لوگوں پر ایک کھلی ہوئی دلیل قائم ہوجائے جو حدیث سے اعراض کرتے ہوئے صرف قرآن پر اکتفا کرتے ہیں اور اس طرح نہایت بیباکی سے شریعت اسلامی کے اصول میں سے ایک اصل کو گرا دیتے ہیں جو قطعی حرام ہے۔ (الفتح مصر)

---

# حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

(از مولوی محمد سلیمان صدیقی بستاوی متعلم رحمانیہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۶۱ھ بمقام حلوان مضافات مصر میں ہوئی ان دنوں آپ کے والد مصر کے گورنر تھے آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں آپ ۹۹ھ میں تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے اور دو برس پانچ ماہ تک امور خلافت کو انجام دیکر ۱۰۱ھ میں زہر دیئے کیوجہ سے اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ** آپ پیکر زہد و اتقا تصویر عدل و انصاف اور مجسمہ حلم و بردباری تھے آپ کے اخلاق حمیدہ اور طریقہ سیاست کی خوبیاں تاریخ میں فخر کی روشنائی سے تحریر

ہیں۔ آپ کا وجود مسعود بنی امیہ کا ایسا روشن اور چمکتا ہوا آفتاب تھا جس نے آسمان خلافت کے مبارک افق پر طلوع ہو کر ان تمام سیاسی تاریکیوں کو جو بعض خلفائے بنی امیہ کی کوتاہ بینی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں یک لخت روشن کر دیا آپ نے گلستان خلافت کی ایسی حسن تدبیر کے ساتھ باغبانی کی کہ صدر اول جیسی شان نمایاں ہو گئی اور تمام مورخین آپ کو خلفائے راشدین میں شمار کرنے پر مجبور ہو گئے آج میں آپ کے مختلف حالات زندگی، خصائل و عادات مختصر سپرد قلم کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص ان سے رشد و ہدایت حسن عدل اور فوز و فلاح کی سچی روشنی حاصل کر سکے۔

## عبادت

آپ بہت بڑے عابد اور مخلص پرستار خدا تھے جو شخص آپ کی عبادتوں کو دیکھتا تو اسکو آپکی عبادتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ عبادت کا تشبیہ نظر آتا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پیچھے رسول اللہ صلعم کی نماز کے مشابہ نماز سوائے عمر بن عبدالعزیزؒ کے نہیں پڑھی۔

## زہد

آپ بہت بڑے زاہد تھے آپ کا زہد مشہور زمانہ اور زبان زد ہر خاص و عام تھا چنانچہ آپ کے اس دار فانی سے کوچ کر جانے کے بعد لوگ کہا کرتے تھے کہ اب کوئی زاہد نہیں رہا زاہد عمر بن عبدالعزیز تھے کہ ان کے پاس دنیا آئی اور انہوں نے اسکو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا آپ اپنے خویش اقارب کیلئے دنیا پسندی ویسی ہی بری خیال کرتے تھے جیسی خود اپنے لئے چنانچہ آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بیش قیمت گوہر تھا جو ان کو ان کے والد نے دیا تھا جب آپ نے دیکھا تو ایک روز اپنی بیوی سے فرمایا کہ تم اپنا زیور یا تو بیت المال میں دے دو یا مجھے ناپسند کرو میں تمکو علیحدہ کر دوں کیونکہ میں نہیں پسند کرتا کہ میں تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں رہوں آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ میں آپ کو ترجیح دیتی ہوں آپ میرے تمام زیورات بیت المال میں داخل کر دیں آپ نے اس کو بیت المال میں داخل کر دیا جب آپ کا انتقال ہو گیا اور یزید بن عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا تو اس نے آپ کی حرم محترمہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ زیورات بیت المال سے واپس کر دوں مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو چیز میں بطیب خاطر آپ کی حیات میں دے چکی ہوں وہ انکے انتقال کے بعد کبھی واپس نہیں لے سکتی۔

## تقوی

آپ تقوی کے اعلیٰ مراتب پر پہونچے ہوئے تھے ہر قسم کے معاصی و گناہوں سے اجتناب و پرہیز کرتے تھے جس کی شہادت ان کا یہ قول دے رہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایک عیب ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

## خوف خدا

آپ کو خدا کا بہت خوف تھا چنانچہ ولید بن ابی سائب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ خوف خدا والا نہیں دیکھا اسی خوف خدا کا کرشمہ ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لیجاتے تو سجدہ میں اپنے سر کو ڈال دیتے اور برابر روتے اور مناجات کرتے رہتے حتیٰ کہ آنکھ لگ جاتی پھر جو اٹھتے تو ایسے ہی کرتے مکحول کہتے ہیں کہ اگر میں قسم کھا کر کہوں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے زاہد اور دل میں خدا کا خوف رکھنے والے تھے تو واللہ میرا یہ حلف بالکل سچا ہوگا جب آپ موت کا ذکر کیا کرتے تو آپ کے مفاصل مضطرب ہو جاتے۔ آپ روزانہ فقہا کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے پھر اسقدر روتے تھے کہ گویا آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہے آپ پر خدا کا خوف اسقدر غالب تھا کہ آپ امور سلطنت کو انجام دینے کے وقت میں بلکہ ہر خطبہ اور ہر آن میں خدا کا خوف

پیش نظر رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ تو مروان آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور آپ کے صاحبزادے عبدالملک سے کہا کہ اپنے والد ماجد سے جا کر عرض کرو کہ جتنے خلفا گذرے ہیں وہ تمام ہمارے لئے کچھ عطایا و وظیفے دیا کرتے تھے مگر آپ نے تمام بند کر دیئے آپ کے لخت جگر نے آکر آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ میرے والد کہتے ہیں انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم یعنی اگر میں نے بیت المال سے تم لوگوں کو دیا تو خدا کی نافرمانی ہوگی اور میں خدا کی نافرمانی کر نہیں سکتا کیونکہ قیامت کے ہولناک منظر سے خائف ہوں۔

## قناعت

آپ بہت بڑے قانع تھے آپ کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ آپ باوجود خلیفۂ وقت ہونے کے بھی معمولی غذاؤں اور پھٹے پرانے کپڑوں پر قناعت کرتے حالانکہ آپ عمدہ سے عمدہ کھانا اور اچھے سے اچھے کپڑے استعمال کر سکتے تھے۔ ازہر کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک روز خطبہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ پیوند والا کرتا زیب تن کئے ہوئے ہیں قناعت کیطرف آپ کا رجحان اسقدر تھا کہ آپ دوسروں کو قناعت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جریر بن عثمان رحبی اپنے والد کے ہمراہ آپ کے پاس آئے آپ نے ان کے باپ سے ان کی حالت دریافت کی پھر فرمایا کہ تم اس کو فقہ اکبر کی تعلیم دو انھوں نے دریافت کیا کہ فقہ اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا قناعت اور مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچانا۔

## مستجاب الدعواتی

آپ کی دعائیں دربار خداوندی میں بہت جلد مقبول ہوتی تھیں جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ خلافت میں غیلان نے قدر کا عقیدہ (یعنی تقدیر سے انکار) رکھا کیا آپ نے اسکو توبہ کرنے کیلئے فرمایا تو اس نے کہا کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو آپ کا ہدایت کرنا کارگر ثابت ہوتا اور مجھے اچھا معلوم ہوتا اس پر آپ نے دعا کی الٰہی اگر یہ سچا ہے تو خیر ورنہ اس کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی پر چڑھوا دے یہ دعا کرکے اس کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی مگر جس وقت ہشام بن عبدالملک تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے اسکو پکڑا اور اس کے چاروں ہاتھ پیر کاٹ کر دار پر چڑھا دیا یہ تھا آپ کا مستجاب الدعوات ہونا کہ آپ نے جیسی دعا کی تھی ویسا ہی واقعہ ظہور میں آیا۔

## توکل

آپ کو خداوند تعالیٰ کی ذات پر اسقدر بھروسہ تھا کہ مرض کی دوا بھی نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے آپ سے مرض کی حالت میں عرض کیا کہ آپ دوا کیوں نہیں کرتے تو آپ نے زبردست توکل کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ جس وقت مجھے زہر دیا گیا تھا اگر مجھے اس وقت کہا جاتا کہ تم اپنے کان کی لو کو ہاتھ لگاؤ یا فلاں خوشبو کو سونگھو اسی میں تمہاری شفا ہے تو ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ ایک مرتبہ آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توکل کیطرف رغبت دلاتے ہوئے فرمایا لوگو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں مارے مارے نہ پھرو اگر تمہاری قسمت میں رزق مقسوم ہے تو اگر وہ پہاڑ کی چوٹی یا زمین کی تہ میں بھی ہوگا تو تمہارے پاس ضرور آویگا۔

## اتباع سنت

آپ ہر امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا خیال رکھتے تھے آپ کی سنت اور آپ کے طریقہ پر بلا خوف لومۃ لائم عمل کرتے تھے سنت رسول کو زندہ کرنے میں کسی کا آپ کو خوف یا کسی کی دشمنی روک

نہیں سکتی تھی آپ کے متبع سنت ہونے پر اس واقعہ سے کافی روشنی پڑتی ہے کہ جب عثمان خلافت آپ کے ہاتھ میں آئی تو آپ نے اپنے بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا جسکی آمدنی سے آپ بنی ہاشم کے صغر سن بچوں کی پرورش فرمایا کرتے تھے اور بیواؤں کا نکاح ثانی اس خرچ سے کردیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ کی گوشۂ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس باغ کا مطالبہ کیا مگر آپ نے انکار کردیا اسی طرح یہ باغ زمانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں پھر ایام حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں تھا مگر آخر میں آکر اس کو ہمارے باپ مروان نے اپنے قبضہ تصرف میں کرلیا اب وہ ترکہ میں مجھے پہنچا ہے مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو نہیں دی وہ مجھ پر کیسے حلال ہوسکتی ہے لہذا میں تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اس حالت پر چھوڑتا ہوں کہ جس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑکر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

### اخلاق

آپ بہت بڑے خلیق واقع ہوئے تھے آپ کے اخلاق حمیدہ کا اندازہ اس خطبہ سے اچھی طرح ہوتا ہے جو خطبہ آپ نے لباس خلافت میں ملبوس ہونے کے بعد فرمایا تھا کہ اے لوگو قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ہے میں قاضی نہیں بلکہ منفذ (قاضی کے احکام لوگوں پر جاری کرنیوالا) ہوں میں موجد نہیں بلکہ دوسرے کا متبع ہوں میں تم سے بہتر نہیں لیکن بوجھ مجھ پر البتہ زیادہ ہے جو لوگ ظالم امام سے بھاگ جائیں وہ ظالم نہیں ہیں اور خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔ رجاء بن حیات کہتے ہیں کہ میں ایک رات کچھ باتیں کرتا ہوا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے پاس رہ گیا اتنے میں چراغ گل ہوگیا آپ کا خادم آپ کے برابر سو رہا تھا میں نے کہا کہ میں اسے جگادوں آپ نے فرمایا کوئی ضرورت نہیں ہے پھر میں نے کہا اچھا میں جلادیتا ہوں اس پر آپ نے فرمایا مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے چنانچہ آپ خود اٹھے اور چراغ میں تیل ڈالکر روشن کردیا پھر آپ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں خود اٹھا چراغ روشن کرلیا اور وہی عمر بن عبد العزیز باقی رہا جو پہلے تھا۔

### حلم و بردباری

آپ میں حلم و بردباری اسقدر تھی کہ آپ کو زہر دیدیا جاتا ہے اور دینے والا سامنے موجود ہے مگر آپ کا حلم اسکو سزا دینے سے مانع ہوتا ہے جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے مجاہد کہتے ہیں مجھے بلاکر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ میرے متعلق لوگ کیا گمان کرتے ہیں میں نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ مسحور ہیں آپ نے فرمایا یہ غلط ہے مجھ پر جادو ہرگز نہیں کیا گیا ہے بلکہ مجھے زہر دیا گیا ہے جس وقت دیا گیا تھا مجھے اسیوقت معلوم ہوگیا تھا پھر آپ نے اسی غلام کو بلایا جس نے آپ کو زہر دیا تھا اور فرمایا تجھ پر صد افسوس ہے تجھے اس فعل شنیع پر کس نے برانگیختہ کیا تھا اس نے کہا کہ مجھکو اس کے عوض میں ہزار دینار دیئے گئے ہیں اور مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ میں آزاد کردیا جاؤنگا آپ نے فرمایا ان دیناروں کو میرے پاس لا چنانچہ وہ لایا آپ نے اس کو بیت المال میں داخل کردیا اور اس سے کہا کہ تو یہاں سے اس طرح بھاگ کہ پھر تجھے یہاں کوئی نہ دیکھے۔

### غربت پسندی

آپ باوجود خلیفۂ وقت ہونے کے بھی ایسے کپڑے اور ایسے کھانے استعمال کرتے تھے جو آپ کے شایان شان نہ تھے مگر چونکہ آپ غربت و ناداری کو بنظر استحسان دیکھتے تھے اسلئے ان اشیاء کو

بھی پسند فرماتے تھے جو غربار کے لائق ہیں جیسا کہ آپ کی معاشرتی حالت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے ایک روز آپ کے غلام نے آپ کی بیوی صاحبہ سے شکایت کی کہ مجھ سے روز کے روز مسور کی دال نہیں کھائی جاتی تو انھوں نے جواب دیا کہ بیٹا تمہارے آقا کی خوراک بھی مسور کی دال ہے ایک روز آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ فاطمہ تمہارے پاس ایک درہم ہے آج انگور کھانے کو طبیعت چاہتی ہے تو انھوں نے کہا کہ میرے پاس کہاں سے آیا آپ تو امیرالمومنین ہیں اور ایک درہم کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ انگور خرید لیں آپ نے فرمایا کہ آج انگور کھانے سے باز رہنا بہتر ہے اس سے کہ کل جہنم میں زنجیریں پہنوں سلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کی عیادت کرنے کے لئے گیا تو آپ کا کرتہ نہایت گندہ دیکھا میں نے آپ کی زوجہ محترمہ سے کہا کہ تم سے یہ کرتا دھویا تک نہیں جاتا انھوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس بدلنے کو دوسرا کرتا نہیں جو اسے نکال کر دوسرا پہن لیں آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر نے سوال کیا کہ جب تمہارے والد خلیفہ ہوئے تو کیا آمدنی تھی میں نے کہا چالیس ہزار دینار پھر انھوں نے دریافت کیا کہ جب ان کا انتقال ہوا تو کیا آمدنی تھی میں نے کہا چار سو دینار اگر آپ اور روز زندہ رہتے اس میں بھی کمی ہو جاتی اکثر تب آپ جمعہ کی نماز پڑھانے کیلئے اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے کرتے میں آگے اور پیچھے چند پیوند لگے ہوئے تھے ایک آدمی نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ کو خداوند تعالیٰ نے سب کچھ عنایت فرمایا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے آپ نے بہت دیر تک سر جھکائے رکھنے کے بعد جواب دیا کہ تونگری میں میانہ روی اور قدرت کے وقت قصور معاف کرنا زیادہ افضل ہے۔

### حق گوئی

آپ کے نزدیک جو چیز حق ہوتی تھی اس پر جم جاتے تھے۔ اس سے نہ ٹلتے تھے گرچہ کتنی ہی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے چنانچہ جس وقت ولید نے چاہا کہ اپنے بھائی سلیمان کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے کے سر پر تاج خلافت رکھے تو اس کو بہت سے معززین عرب نے طوعاً و کرہاً منظور کر لیا مگر آپ نے انکار کر دیا اور سلیمان سے کہا کہ میں تمہاری بیعت کبھی نہیں توڑ سکتا جب کہ ایک مرتبہ کر چکا ہوں اس پر ولید نے ان کو قید کر دیا تین سال تک آپ محبوس زندان رہے بعدہ کسی کی سفارش کی وجہ سے رہا کئے گئے اس تین سال تک فضائے زندان کو آباد کرنے کے باوجود بھی آپ کا دل جذبہ حق گوئی سے ویسے ہی لبریز تھا جیسا کہ اس کے قبل تھا۔

### عدل

آپ بہت بڑے عادل منصف گذرے ہیں آپ ائمہ عدل میں ایسے ہیں جیسا شہر حرم میں رجب المرجب یعنی جس طریقہ سے تین ماہ اشہر حرم کے (ذیقعدہ ذی الحجہ محرم) متواتر ہیں اور ایک ماہ (رجب) منفرد ہے ایسے ہی تین امامان عدل حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ مسلسل ہیں اور عمر بن عبدالعزیز منفرد ہیں آپ کی عدل پروری پر وہ چند واقعات کافی دلالت کرتے ہیں جسے میں ذیل میں تحریر کرونگا۔ آپ جس وقت خلیفہ ہوئے تو پہلے آپ نے اہل بیت اور رشتہ داروں کا جائزہ لیا اور جو کچھ مال ان کے پاس سے ملا اسکو ضبط کر لیا اور اس مال کو ظلم قرار دیا جب آپ خلیفہ ہوئے تو چرواہے نہایت تعجب سے کہنے لگے لوگوں پر کون خلیفہ ہوا ہے کہ ہماری بکریوں کو بھیڑیئے کچھ بھی نہیں کہتے حسن قصاب کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں بکریوں کو بھیڑیوں کے نزدیک چرتے ہوئے دیکھا تو فرط تعجب سے کہا سبحان اللہ بھیڑیا اور بکریوں کے پاس اور پھر کوئی نقصان نہ ہو یہ سنکر چرواہے نے کہا جب سر اصلاح و درستی سے

خرچ ہوتا ہے تو بدن پر کوئی نقصان نمایاں نہیں ہوتا۔ بعض عمال نے آپ کے پاس خطوط لکھے کہ ہمارے شہر خراب ہو گئے ہیں اگر امیر المومنین حکم دیں تو ہم کچھ مال علیحدہ کر کے ان کی تعمیر کرا دیں آپ نے جواب میں لکھا کہ جوقت تم میرا یہ خط پڑھو تو ان شہروں کے قلعوں کو عدل سے بنادو اور جور و ظلم سے پاک صاف کر دو بس یہی ان کی مرمت ہے۔

## حسن سیاست

آپ ایسی خوبی کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے کہ اگر کوئی حکومت آپ کے اس اسوۂ پر عامل ہو جائے گی تو پھر اس کی رعایا عیش و آرام کی زندگی بسر کرے گی اور حکومت کو بھی کسی قسم کا خوف و دہشت نہ ہوگا۔ آپ جوقت خلیفہ ہوئے تو پہلے اس رسم کی مخالفت کی جو ایک مدت سے رائج تھی یعنی ہمیشہ سے دستور چلا آتا تھا کہ خلفائے بنی امیہ کے باڈی گارڈ میں تین سو چوکیدار اور تین سو کوتوال رہا کرتے تھے مگر آپ نے ان سپاہیوں سے فرمایا کہ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس قضا و قدر جیسا نگہبان اور موت جیسا چوکیدار موجود ہے اگر باوجود اس کے تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے تو اس کو دس دینار تنخواہ ملیگی اور اگر کوئی نہ رہنا چاہے تو وہ اپنے گھر چلا جائے ایک مرتبہ آپ کی طبیعت سیب کھانے کو چاہی اسی اثنا میں آپ کے خاندان والوں میں ایک شخص نے ہدیہ کے طور پر سیب بھیجدیا آپ نے اس کی بہت تعریف کی پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ جس نے یہ سیب بھیجا ہے اس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا ہدیہ ہمارے سر اور آنکھوں پر ہے کیونکہ تم ہمارے عزیز ہو اور یہ سیب واپس کیا ہے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنینؓ ہدیہ بھیجنے والا آپ کا چچا زاد بھائی ہے نیز حضور صلعم بھی ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ہدیہ تھا اور ہمارے واسطے رشوت ہے۔ یحیٰ غسانی فرماتے ہیں جب مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے موصل کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ چوری کی وارداتیں کثرت سے ہوتی ہیں میں نے اسکی رپورٹ کی اور دریافت کیا کہ میں ان مقدمات میں اپنے ظن اور لوگوں کی تہمت پر سزا دوں یا شہادت پر فیصلہ کروں آپ نے لکھا شہادت پر فیصلہ کرو اگر حق نے ان کی اصلاح نہ کی تو کبھی ان کی اصلاح نہ ہوگی۔ یحیٰی کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو موصل اس کی خیر و برکت سے تمام بلاد محروسہ سے زیادہ اصلاح پذیر ہو گیا اور بہت شاذ و نادر چوری کی وارداتیں رہ گئیں جوقت آپ نے قیس سکونی کو صائفہ کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو آپ نے بطور نصیحت کے ان سے فرمایا کہ وہاں کے نیک لوگوں کی بات سننا اور بدمعاشوں سے احتراز کرنا اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرنا ایسا نہ ہو کہ اول تو تم جاتے ہی انکا قتل شروع کر دو اور پھر آخر میں ان سے ڈرنے لگو بلکہ پہلے ہی سے میانہ روی اختیار کرو تاکہ وہ تمہارے مرتبے کو معلوم کریں اور تمہاری باتوں پر کان دھریں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کو فرمایا وہ جا کر شاہی مطبخ سے گرم کر لایا جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے مطبخ میں اس کے عوض ایک درہم کی لکڑیاں بھجوا دیں آپ کی عادت تھی کہ جب تک امور خلافت میں مشغول رہتے تھے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اس سے فارغ ہو جاتے تو اُسے فوراً گل کر دیتے اور اپنا چراغ روشن کر لیتے۔ آپ کو خلافت و حکومت سے ذاتی اغراض کا حصول مقصود نہ تھا بلکہ اس کو اپنی رعایا کی چیز تصور کرتے تھے اور اپنے کو محض اس کا خادم خیال کرتے تھے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ